**OPEN ACCESS**
ACTA ISLAMICA
*ISSN (Print): 2411-7315*
*ISSN (Online): 2791-0067*
*Published on 16/06/2025*

# مجسمہ وتصویر بندی سے متعلق یہودیت کے دینیاتی فکر کا علمی و تحقیقی جائزہ

# A Study of Theological Intellect of Judaism regarding Iconography and Photography

***Iqrar Hussain***
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University, Peshawar.
iqrarhussain52@gmail.com

***Prof.Dr. Mushtaq Ahmad***
Dean Faculty of Social Sciences, Qurtuba University, Peshawar
drahmad336@gmail.com

**Abstract**

Iconography and Photography has been a controversial issue in Judaism, Christianity and Islam known as Semitic Religions. In the in hand article the classical concept of the issue is being brought up in the light of the first portion of the Old Testament, the Pentatachue followed by the portion of Navi,im, the Prophets and the Kituvi,im , the Books. It is clear that the Prophet Musa sm not only discouraged the Israelites in the Senai Desert after their demand to have an Icon for worship but also broke down the Image of calf made by them. Later on the Book of Deuteronomy made proper sanction on such images and Iconography which was strictly followed by the later Version if the Old Testament. The behavior of Talmud, compiled as an oral revelation in Babylonia in the mid of 5th and 6th century AD is found very harsh and to some extent , with no concession regarding the subject matter. Despite the above classical prohibitions as derived from the original theological sources the modern Judaism is in pursuance of finding a way which may lead to legitimacy of Iconography and Photography on the ground of commercial need and necessity along with a plea that modern electronic means may increase the popularity of Judaism even through the prohibited printed pictures, films, movies and videos and hence some relief is being sought there in the midist of strict prohibitionary sanctions in the early Theo- classical literature as well as in the current orthodox concepts of various Jewish schools.

**Keywords:** Iconography ,Photography, Judaism, Christianity and Islam, Semitic Religions, Image of calf, Talmud.

مجسمہ وتصویر بندی اور اس کے عملیات کی ممانعت سے متعلق یہودیت کا دینیاتی پس منظر صحرائے سینا کے ابتدائی دور سے شروع ہوتا ہے۔ مصر میں انہوں نے قبطیوں کی گاو پرستی کا مشاہدہ ضرور کیا تھا لیکن ابھی تک یہ بات کھل کر سامنے نہیں آئی تھی کہ وہ کس حد تک اس سے متاثر ہو چکے تھے!۔

بے شک ان کے آباواجداد مصر میں عقیدہ توحید ساتھ لیکر آئے تھے۔ قرآن کی رو سے یوسف ع زمانہ جیل میں اس کے پرچاری بھی رہے تھے [1] اور خدائی تصور ہی زنا جیسے گناہ کے ارتکاب میں اس کے آڑے آیا تھا۔ [2] لیکن بنی اسرائیل اندر ہی اندر کسی ایسے خدا کی بندگی چاہتے تھے جو مجسم ہو کر ان کے سامنے موجود بھی

CC BY

ہو۔ان کے ہاں اس ڈھکی چھپی خیال کا بھانڈا اس وقت پھوٹا جب انہوں نے دریائے قلزم کو عبور کیا اور آگے بڑھے تو انہوں نے ایک قوم کو بت پرستی میں مشغول پایا تو بلا جھجک موسیٰ ع سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے لئے بھی ایسے مجسم خدا کو فراہم کرنے کا بندوبست کرے [3] حالانکہ وہ اپنی آنکھوں سے ایک غیر مرئ خدا کے ہاتھوں آل فرعون مصر کے اوپر کی آفات اور ابھی دریائے قلزم میں ان کے آخری انجام کا نظارہ کر کے آرہے تھے۔خدا دکھائی نہیں دے رہا تھا لیکن اسکی نادیدہ قوت ایک بڑی انسانی قوت کو دریا برد کر رہی تھی۔[4]

پھر اسی بیاباں میں انہوں نے خود بھی ایک مجسم خدا کے آگے جھکنے کا تجربہ کیا۔اور دلچسپ بات یہ کہ وہ ایک بچھڑے ہی کی مورت تھی۔[5] اس بات کو تسلیم کرنا ممکن نہیں کہ سامری جیسے تن ساز نے اپنی چاپلوسی اور قوت دلیل سے انہیں گاوسالہ کے گرد چکر عبادت پوری کرنے پر قائل کیا تھا بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ خود ان کے اندر ایسا کرنے کی ایک تڑپ موجود تھی۔ جسے قرآن کریم اسے ان کے دلوں میں گاوسالے کی عبادت کے رچ بس جانے سے تعبیر کرتا ہے۔[6]

قرآن کریم اس واقعہ کو سورہ البقرہ۔ سورہ الاعراف اور سورہ طہٰ میں ذکر کرتا ہے۔[7] جبکہ بائبل عہد نامہ قدیم میں اس واقعے کی تصریح کرتا ہے جس میں کہا گیا ہے:

"تب خداوند نے موسیٰؑ کو کہا نیچے جا کیونکہ تیرے لوگ جن کو تو ملک مصر سے نکال کر لایا بگڑ گئے ہیں۔ وہ اس راہ سے جس کا میں نے ان کو حکم دیا تھا بُہت جلد پھر گئے ہیں۔انہوں نے اپنے لئے ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا اور اسے پوجا اور اس کے لئے قربانی چڑھا کر یہ بھی کہا کہ اسے اسرائیل یہ تیرا وہ دیوتا ہے جو تجھ کو ملک مصر سے نکال کر لایا"[8]

یہاں یہ کہنا بھی بے جا نہیں ہوگا کہ بنی اسرائیل ان صدری روایات سے بے خبر نہیں تھے جن کی رو سے ان کے جدامجد ابراہیمؑ ع نے بتوں کو توڑا تھا یا یہ کہ زمانہ نوحؑ میں پنج دیوتائیت کا ایک تصور موجود تھا جس کے خلاف نوحؑ نے تحریک چلائی تھی۔[9]

اس لئے بنی اسرائیل کو ایک دینیاتی قوم کی حیثیت میں متعارف کرنے کیلئے یہ ضروری تھا کہ انہیں جہاں یک خدائیت سے آشنا کرنا ضروری ہے وہاں ان کے دل سے کسی مجسم خدا کا تصور اور خیال کا مٹا دینا بھی ناگزیر ہے۔

مجسم خدا (Incarnated God) ایک شیطانی تصور ہے۔ جس کے پیچھے اس خیال کو خوبصورت بنایا گیا ہے کہ وہ چاہے تو خود کو مجسم بنا کر اپنے آپ کو دوسروں کے لئے قابل رؤیت بنائے۔

عہد نامہ قدیم میں ایسی عبارات ملتی ہیں۔جو اس بات کی تصریح کرتی ہیں کہ گویا بنی اسرائیل نے خداوند خدا کو مجسم حالت میں دیکھا تھا اور یہ کہ بنی اسرائیل نے اللہ کے ساتھ مل کر کھانا کھایا تھا۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ :-"وہاں انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا۔لگتا تھا کہ اس کے پاؤں کے نیچے سنگِ لاجورد کا ساتختہ تھا۔وہ آسمان کی مانند صاف وشفاف تھا۔اگرچہ اسرائیل کے راہنماؤں نے یہ سب کچھ دیکھا، تو بھی رب نے انہیں ہلاک نہ کیا، بلکہ وہ اللہ کو دیکھتے رہے اور اُس کے حضور عہد کا کھانا کھاتے اور پیتے رہے"[10]

لیکن دوسری طرف بائبل کہتی ہے کہ موسیٰؑ نے جب اللہ کو دیکھنے کی خواہش کی تو انہیں یہی جواب ملا کہ وہ انہیں نہیں دیکھ سکتے :-"پھر موسیٰ بولا، براہ کرام مجھے اپنا جلال دکھا۔رب نے جواب دیا، میں اپنی پوری بھلائی تیرے سامنے سے گزرنے دوں گا اور تیرے سامنے ہی اپنے نام رب کا اعلان کروں گا۔ میں جس پر مہربان ہونا چاہوں، اس پر مہربان ہوتا ہوں، اور جس پر رحم کرنا چاہوں، اس پر رحم کرتا ہوں، لیکن تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا، کیونکہ جو بھی میرا چہرہ دیکھے، وہ زندہ نہیں رہ سکتا"[11]

قرآن کریم ہر دو واقعات کی پوری تفصیل فراہم کرتا ہے۔

بائبل کے مذکورہ دونوں عبارات میں تناقض پایا جاتا ہے۔ جبکہ قرآن کریم کی رو سے نہ بنی اسرائیل خدا کو دیکھ چکے تھے۔اور نہ موسیٰؑ اللہ کو دیکھ چکے

تھے۔ بلکہ ایک خداوندی تجلی نے انہیں بے ہوش کر دیا تھا۔[12]

مذکورہ حوالے سے بائبل کے اندر کچھ عبارات نہ صرف یہ کہ خدائے مجسم کی نفی کرتی ہے بلکہ کسی مادّی شے کو اللہ کی ذات کا قائم مقام اور مظہر بھی نہیں گردانتی۔ اس لئے بائبل مندرجہ ذیل عبارات کے تحت مورتیوں اور ان جیسے تخیلاتی خدائی مظہریات کی تخلیق کو ممنوع قرار دیتی ہے۔ جس پر مندرجہ ذیل عبارات دلالت کرتی ہیں۔

"تو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا۔ نہ کسی چیز کی صورت بنانا"[13]

"اور نہ کوئی تراشی ہوئی مورت یا لاٹ اپنے لئے کھڑی کرنا اور نہ اپنے ملک میں کوئی شبیہ دار پتھر رکھنا کہ اسے سجدہ کرو اس لئے کہ میں خداوند تمھارا خدا ہوں"[14]

"تا نہ ہو کہ تم بگڑ کر کسی شکل یا صورت کی کھودی ہوئی مورت اپنے لئے بنا لو جس کی شبیہ کسی مرد یا عورت یا زمین کے کسی حیوان یا ہوا میں اڑنے والے پرندے یا زمین کے رینگنے والے جاندار یا مچھلی سے جو زمین کے نیچے پانی میں رہتی ہے ملتی ہو"[15]

"اور خداوند نے مجھ سے کہا اٹھ کر جلد یہاں سے نیچے جا کیونکہ تیرے لوگ جن کو تو مصر سے نکال لایا ہے بگڑ گئے ہیں۔ وہ اس راہ سے جس کا میں نے ان کو حکم دیا جلد برگشتہ ہو گئے اور اپنے لئے ایک مورت ڈھال کر بنالی ہے۔"[16]

"لعنت اس آدمی پر جو کاریگری کی صنعت کی طرح کھودی ہوئی یا ڈھالی ہوئی مورت بنا کر جو خداوند کے نزدیک مکروہ ہے اس کو پوشیدہ جگہ میں نصب کرے۔ اور سب لوگ جواب دیں اور کہیں آمین"[17]

کہا جاتا ہے کہ عرصہ پہلے شاہ منسی نے خود ان مورتیوں کو مقدّس عبادت خانے میں نصب کیا تھا یہ واضح رہے کہ شاہ منسی اللہ کے نبی حزقیاہؑ کے بیٹے تھے۔ تاہم یروشلم پر اپنے پچپن سالہ دور میں اس کے اندر فکری بگاڑ پیدا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے اس نے یسیرت کی مورت کو یہاں نصب کیا تھا۔[18]

یہودا کے بادشاہ شاہ منسی کے بارے میں کہا گیا ہے:

"اور اس نے اجنبی معبودوں کو اور خداوند کے گھر سے اس مورت کو اور سب مذبحوں کو جو اس نے خداوند کے گھر کے پہاڑ پر اور یروشلم میں بنوائے تھے دور کیا اور ان کو شہر کے باہر پھینک دیا"[19]

کتاب زبور میں داؤدؑ صحرائے سینا میں گوسالہ کی عبادت پر تنقید کرتے فرماتے ہیں:

"انہوں نے حورب میں ایک بچھڑا بنایا اور ڈھالی ہوئی مورت کو سجدہ کیا۔ یوں انہوں نے خدا کے جلال کو گھاس کھانے والے بیل کی شکل سے بدل دیا"[20]

کتاب یسعیاہ میں "بنی اسرائیل کے بے مثال خدا" کے زیر عنوان مورت پرستوں پر تنقید کی گئی ہے کہ:

"پس تم خدا کو کس سے تشبیہ دو گے؟ اور کون سی چیز اس سے مشابہ ٹھہراؤ گے؟ تراشی ہوئی مورت! کاریگر نے اُسے ڈھالا اور سُنار اس پر سونا مڑھتا ہے اور اس کے لئے چاندی کی زنجیریں بناتا ہے۔ اور جو ایسا تہی دست ہے کہ اس کے پاس نذر گذارنے کو کچھ نہیں۔ وہ ایسی لکڑی چن لیتا ہے جو سڑنے والی نہ ہو۔ وہ ہوشیار کاریگر کی تلاش کرتا ہے تا کہ ایسی مورت بنائے جو قائم رہ سکے"[21]

کھودی ہوئی مورتوں کے کاریگروں کے بطلان اور مورت کے بے نفع ہونے کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے نہ صرف یہ بلکہ مجسمہ سازی کی صفت کو بھی ایک حرام کاروبار قرار دیا گیا ہے کہ:

"کھودی ہوئی مورتوں کے بنانے والے سب کے سب باطل ہیں اور ان کی پسندیدہ چیزیں بے نفع، کس نے کوئی بت بنایا یا کوئی مورت ڈھالی جس سے کچھ فائدہ ہوا"[22]

کتاب حبقوق کہتی ہے:

"کھودی ہوئی مورت سے کیا حاصل کہ اسے بنانے والے نے اسے کھود کر بنایا؟ ڈھالی ہوئی مورت اور جھوٹ سکھانے والے سے کیا فائدہ کہ اس کا بنانے والا اس پر بھروسا رکھتا اور گونگے بتوں کو بناتا ہے۔ اُس پر افسوس جو لکڑی سے کہتا ہے جاگ! اور بے زبان پتھر سے کہ اٹھ! کیا وہ تعلیم دے سکتا ہے۔ دیکھ وہ تو سونے چاندی سے مڑھا ہے لیکن اس میں مطلق دَم نہیں"[23]

بائبل کے مقصود دیگر عبارات اجرام فلکی اور دیگر اشیاء کی مورتیوں اور مجسموں کو جلانے، مسمار کرنے، چکنا چور کرنے، کاٹ کر گرانے کا ذکر کرتا ہے۔[24]

موضوع سے متعلق بائبل کے مزید مطالعات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحرائے سینا کی زندگی کے بعد سلطنت داؤدی اور بعد ازاں کے ادوار میں مختلف انبیا اور مصلحین نے مجسمہ، بت، تصویر، شبیہ، سنگ تراشی اور مورت سازی کے خلاف نہ صرف تبلیغ کی بلکہ ان کے خلاف مجسمہ توڑ تحریک (Iconoclasm) بھی چلائی۔[25]

عہد نامہ قدیم میں مذکورہ بالا ممانعتوں کی بنیاد پر بعد کے اسرائیلی انبیا جیسے حضرت یسعیاہؑ وغیرہ نے اپنے خطبات میں بڑی سختی کے ساتھ مورت پرستی کی مذّمت کی۔ اور اس قسم کے مجسموں کو ممنوع قرار دیا۔ تاہم تورات کے بعض شارحین کے نزدیک اگر مورت سازی عبادت کے لئے نہ ہو تو پھر یہ جائز ہوگی۔ اس کے برعکس یہودی قانون کے شارح (مرتبہ 1563ء) شلکین آروک (Shulchan-Aruch) کی رو سے انسانوں، فرشتوں اور فلکیاتی عناصر (ستارہ پرستی) خواہ عبادت کے لئے استعمال ہوتے ہو یا نہیں، ممنوع ہوں گے۔ اس کے نزدیک کوئی بھی کندہ کیا گیا شکل ممنوع ہے۔ اِلّا یہ کہ یہ مطالعاتی اور مشاھداتی مقاصد کے لئے بنائی گئی ہوں۔ فلکیاتی عناصر میں ان کے نزدیک ستارے اور سیّارے اس لئے شامل ہے کہ انسانی تاریخ کے کچھ مذاہب میں ان کو پوجا جاتا تھا۔ لیکن سائنسی مقاصد کے لئے اس قسم کی تشکیلات ضروری ہے۔

"It is forbidden to make complete solid or raised images of people or angels or any images of heavenly bodies except for purposes of study ("Heavenly bodies "are included here because the stars and planets were worshipped by some religions in human forms. Astronomical models for scientific purposes are permitted under the category of study"[26]

تاہم قرون وسطیٰ میں اس بات پر بحث کی گئی کہ پچکاری یا کندہ کاری کے ذریعے بنائے گئے شبیہ (Pesel/Graven/Image) سے متعلق ممانعت ان مخلوقات تک محدود ہے۔ جو زمین کے اوپر یا زمین کے نیچے، سمندوروں میں، آسمانوں کے نیچے دیکھی جاسکتی ہے۔ اور یہ کہ توراتی عبادات کا اطلاق ان تخیلاتی مخلوقات پر نہیں کیا جاسکتا جن کا وجود کبھی بھی دنیا میں نہیں رہا ہے۔ مثلا: حیوان جیسا سر رکھنے والا انسان، یا انسان جیسا سر رکھنے والا کوئی درندہ یا اس قسم کا دوسروں والا پرندہ یا کوئی اور جاندار شے کی مورت بندی یا کندہ بندی تورات کی متعلقہ عبارات سے انحراف متصور نہیں ہوگا۔ کیونکہ تورات کی عبارات ان پر دلالت نہیں کرتی۔

"In keeping with this prohibition, some illustrations from the Middle Ages feature fantastic creatures—usually animal-headed humanoids, even when the depictions are quite clearly meant to be those of historical or mythological humans. The most well-known is the Birds' Head Haggadah (Germany, circa 1300). Since such creatures as gryphons, harpies, sphinxes, and the phoenix do not actually exist, no violation of the prohibition is perceived in such depictions. This is based on the fact that the commandment, as stated in Exodus, refers specifically to "anything in the heaven above, on the earth below, or in the water below the land." However, it is forbidden to make the four faces on the Divine Chariot of the Book of Ezekiel or the ministering angels, because these are believed to be real beings that actually exist "in the heaven above"[27]

تالمودی روایات یہودیت کے دینی فکر کا دوسرا بڑا ماخذ ہیں۔ جو یہودیوں کے ہاں وحی شفوی کی ایک قانونی شکل (Lex-Lata) ہے۔ جسے بابل میں پانچویں

اور چھٹی صدی عیسویں کے درمیانی وقفے میں مرتب کیا گیا ہے۔[28] چھ اجزاپر مشتمل تالود قانون زراعت، قانونِ عائلی، قانونِ فوجداری، قانونِ مقدسات، قانونِ تہوارات و تقریبات اور قانونِ طہارت و تطہیر کو بیان کرتے ہیں۔

عہد نامہ قدیم کے مقابلے میں تالمودی عبارات کے اندر نسبتاً سختی اور درشتگی پائی جاتی ہے۔ جسے پڑھتے یوں لگتا ہے جیسے تالمود بابلی احکام کے من وعن پیروی کیلئے ایک سخت گیر قوتِ نافذہ ہے۔ جو بابلی احکام کی بجاآوری میں اس نے بہت ہی کم رعایتیں اور استثنائی صورتیں رکھتا ہے۔ اس ضمن میں موضوع سے متعلق تالمودی عبارات کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

تالمود کے باب(Avodah Zarah)A43 کے تحت نہ صرف مقدس اشخاص کی مجسمہ سازی ممنوع ہے بلکہ دودھ پلائی ماؤوں کی بت بنانااس لئے ممنوع ہے کہ حضرت حواؑ نے پوری انسانیت کو دودھ پلایا ہے۔ اس ممانعت کو ربّی یہودا کی طرف تالمود میں منسوب کیا گیا ہے:

"Yahudah adds the forbidden list…the image of a nursing woman as the figure .if a nursing woman symbolises the Evo who nurses the entire world.[29]"

تالمود کے حکم نمبر27(Mitzvah) میں کہا گیا ہے کہ مجسموں کا بنانا کسی بھی حالت میں ممنوع ہے۔ خواہ اس کی عبادت کی جاتی ہو یا نہ کی جاتی ہو:

"To not make a statue: To not make statues that will be worshiped even if the one that makes them does not worship them, the making is itself forbidden"

اس حوالے سے تالمود کے اس حکم نمبر 27 میں مجسمہ سازی سے متعلق کتاب خروج باب 20، فقرہ4، کا حوالہ بھی فراہم کیا گیا ہے۔ جس کے تحت مجسمہ کا بنانا یا بنانے کا حکم دینا ممنوع ہے۔

یہاں پر تالمود کے ایک شارح رِبّی موسیٰ بن میمون(Maimonides) نے لکھا ہے کہ خروج کی یہ عبارت جس کا ذکر تالمود میں کیا گیا ہے کہ عبادت کے لئے مجسمہ بنانا موجب قتل ہے جبکہ عام مجسمہ سازی موجب تعزیر ہو گی:

"And the opinion of *Ramban*, may his memory be blessed,(on that entry in *Sefer HaMitzvot*)is that there is no prohibition here except for not making idols with the intention of worshiping them. He also wrote that this negative commandment should not be counted from this scripture, as this verse only warns about the prohibition of idolatry which comes with the death penalty; but with the making of idols, the whole time that he does not worship them, the only thing he is liable for is lashes"[30]

حکم نمبر39(Mitzvah) میں کہا گیا ہے کہ کوئی بھی اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ مٹی یا تانبے یا لکڑی یا پتھر یا کسی بھی مادّے سے کسی انسان کے مجسمے کو بنائیں خواہ یہ مجسمہ صرف سجاوٹ کے لئے ہو:

"Not to make the form of a man, even for decoration:Not to make the form of a man from any object-whether from metals, whether from wood, or stone, or anything else-and even for decoration"[31]

یہاں پر تالمودی حکم کتاب خروج کے باب 20، فقرہ200، کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ کیونکہ شارحین کے نزدیک یہ حکم اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ جہاں کتاب پیدائش کے باب اول، فقرہ26، میں یہی کہا گیا تھا کہ ہم اپنے خیال کے مطابق ایک انسان کو بنانا چاہتے ہیں۔ جو بتاتی ہے:

"Let us make man or image."

اس حوالے سے اللہ کا کوئی نظیر نہیں ہے۔ جبکہ مادّوں سے انسانی مجسمہ بنانا ایک گونہ نظیر خداوندی کی نشاندہی کرتی ہے۔ تشریحی نوٹ میں کہا گیا ہے کہ حکم امتناعی یہ بھی کہتی ہے:

"You shall not make a statue "

. شارحین کے مطابق دونوں انسانی اور غیر انسانی مجسموں میں خواہ وہ سجاوٹ کے لئے کیوں نہ ہو بہر حال بت پرستی کا احتمال ہے:

"We not make form that will be worshiped whereas this prohibition is specifically about the form of a man, that we should make it all, even for decoration."

تاہم تالمود کی شرح جمارا کے تحت کوئی شبیہ اگر عبادت کے لئے نہ بنائی گئی ہو تو اس پر تورات کے حکم امتناعی کا طلاق نہیں ہوگا:

"It is in reference to that prohibition against worshiping them there is no prohibition against forming a figure in there likeness"[32]

تالمود کی شرح جمارا کسی بھی ایسی انگوٹھی یا مہر کو استعمال کرنے یا ساتھ رکھنے کی اجازت نہیں دیتی جس پر کسی انسان کی شبیہ ہو:

"In the case of a ring whose sell protrudes it is prohibited to place it on one's finger due to suspicion of idol worship"

تاہم تالمود کی ایک عبارت کی رو سے یہودی معبد سینگاگ میں کسی انسانی مجسمے کو رکھنے کا قائل ہے۔اور توجیہ کرتا ہے کہ سینگاگ ایک پبلک ادارہ ہے۔ جہاں جمہور کے بت پرستی ہونے یا اس بات کو فرض کرنا ممکن نہیں ہے کہ یہ مجسمہ عبادت کے لئے ہے بلکہ یہ سجاوٹ کے لئے ہے:

"A public institution is different: the public is not suspected of having idolatrous intentions. Rather, it is assumed that the statue is there exclusively for ornamental purposes"

یہاں پر تالمودی عبارات سابقہ بیانات کے ساتھ متصادم ہے کہ ایک معبد میں رکھے گئے مجسمے سے متعلق عبادتی شبہ اور مضبوط ہو جاتا ہے۔

بابلی تالمود بھی عبود زرہ( Abuda zara) بابت پرستی باب نمبر 1، مشنا میں کہتی ہے کہ اگر کسی شہر میں بت رکھے ہوں یا کسی دکان میں بُت رکھے ہوں یا کسی تقریب میں بتوں کی نمائش ہوتی ہوں تو نہ اس میں شرکت کرنا اور نہ اس سے خریداری کرنا:

"In a city where the idol is placed, interfering is forbidden inside, but not outside. If, during an idol festival in the city, some stores were there decorated, one must not buy, etc"

اسی مشنا کے باب سوم میں کہا گیا ہے کہ ان تمام بتوں کا تراشنا بھی ممنوع ہیں جن کی عبادت سال میں صرف ایک بار کی جاتی ہو۔اگر کسی کو بت کے ٹکڑے ملیں، تو وہ ان ٹکڑوں کو استعمال کر سکتا ہے۔یہ سکھایا گیا تھا کہ کوئی پردیسی (Heathen) اپنے اور دوسروں کے بتوں پر لعنت بھیج سکتا ہے۔اور ان کو پراگندہ کر سکتا ہے۔ لیکن ایک اسرائیلی کو یہ مناسب نہیں کہ وہ کسی دوسرے کے بُت کو گالی سے پراگندہ کرے اور اس پر لعنت بھیجے۔(تالمود کی یہ عبارت اپنے پیروکاروں کو دوسروں کی مذہبی حساسیت کا احساس دلاتا ہے)۔اور اگر کوئی شخص کسی چیز یا گاڑی پر کسی بت یا سورج یا چاند وغیرہ کی شبیہ کو چسپاں پائے تو وہ اس چیز کو تالاب میں پھینک دے۔اسی طرح انسانی تصویر سازی یا مجسمہ سازی بھی ممنوع متصور ہو گی۔اگر کوئی کسی مجسمہ کو پائے تو اس کو ریزہ ریزہ کر کے ہوا میں اڑا دے۔ یا اسے سمندر میں ڈبو دے:

"All images are prohibited, for they are worshipped at least once a year……If one finds fragments of images, he is allowed to use them, etc. It is taught that a heathen can profane the idol of his fellow heathen as well as his own, while an Israelite cannot profane the idol of a heathen. If one finds vessels with the image of the sun, moon, etc., he must throw them into the salt lake. The human image and that of a nurse are, however, prohibited only when having respectively a measure in the hand and a son in the arms whom she is nursing. One may grind the images and scatter them to the wind, or sink them into the sea, etc"

اسی باب سوم کے تحت مشنا نمبر 7 میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی گھر کسی بُت خانہ کے قریب ہو اور وہ گر جائے۔تو اس کے مالک کو دوبارہ تعمیر کرنے نہ دیا جائے۔(یہاں تالمود کا مطلب غالباً یہی ہے کہ بُت خانے سے اپنی رہائش کو فاصلے پر رکھا جائے)۔

اگر کسی درخت کے نیچے کوئی بُت نصب ہو یا کوئی درخت جس کی عبادت کی جاتی ہو۔تو اس قسم کے درخت کے نیچے بیٹھنا نہیں چاہیے۔اسی طرح کسی لکڑی کی بُت سے کوئی غیر عبادتی فائدہ اٹھانا بھی اسی طرح ممنوع ہو گا:

"If a house situated, close by a worship-house of an idol crumbles down, its owner is prohibited from rebuilding. . .... A tree with an idol under it. R. Simion said: "Any tree that is worshipped. It is not allowed to sit down in the shade of such a tree. . . . . . To derive any benefit of wood obtained from an idol-grove is prohibited. How is the idol worship of a tree profaned, etc"

.اس کے بعد باب چہارم کے تحت مشنامزید تصریح کرتی ہے کہ اگر کوئی حمام کسی بُت کے نام سے منسوب ہو تو اسے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ اسرائیل کے خدا کی شبیہ نہیں ہوسکتی کہ آغاز سے ہی اس قسم کی شبیہ سازی، مورت بندی حرام ٹھہرائی گئی ہے۔ اگر کوئی اسرائیلی کسی پتھر کو یا اینٹ کو عبادتی مقاصد کے لئے نصب کرے۔ اور خود اسی کی عبادت تو نہ کرے لیکن کوئی غیر اسرائیلی آکر اس کی پوجا کرنے لگے۔ تو اس قسم کی نشانی حرام ہوگی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی بُت کے سامنے کھانے کو رکھنا بھی حرام ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یونانی فتوحات کے بعد جب معبد کے قریب قربان گاہ پر جدا جگہ بنائی گئی تو اسرائیلی ریاست مکابیس (مکابئین) نے اس کو اکھاڑا (یہ تین سو قبل مسیح کی بات ہے) کہ رومیوں نے معبد ثانی پر کہیں زیوس دیوتا کے مجسمے نصب کئے تھے تو کہیں اس کے نام سے قربان گاہ بنائی تھی۔ پھر جب مکابی انقلاب آیا اور رومیوں کو شکست ہوئی۔ تو اسرائیلی ریاست یہ سب کچھ مسمار کر دیا۔ یہ ریاست کچھ دیر تک قائم رہی:

"The use of a garden or bathing place belonging to an idol is allowed when it is gratis, etc. It is common sense that that idol of an Israelite should be forbidden from the very beginning, etc. Whether or no food offered to an idol, if profaned, loses thereby its defilement?........ Aheathen can profane his idol as well as that of his neighbor, etc. How is an idol to be profaned? If an Israelite erects a brick to worship it, but does not worship, and a heathen comes, and worships it, it is prohibited"

یہودی دینیاتی ادب کے تحت یہ مسئلہ کافی مختلف فیہ ہے۔ جہاں کچھ دینی رہنما صرف دو طرفہ دیکھنے والے کامل روح (Full Face) مجسّمے کی ممانعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاں یہ ممانعت تالمود کی بنیاد پر ہے۔ جبکہ دوسروں کے ہاں اگرچہ یہ کوئی شرعی عبادت کا حصہ نہیں ہے تاہم یہودیت کا سلسلہ تصوّف "کب بالا" (Kab Balah) اس کو بری نظر سے دیکھتا ہے۔ اس ضمن میں وہ لندن کے میوزیم میں مشہور یہودی "حاخام" (Hak Kham) رِبّی "تنزوی اشنکازی" کے مجسّمے یا مورت کو زیرِ بحث لاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ "رِبّی تزوی" "Tizvi" (م 1766ء)" نے مورت کے لئے بیٹھنے سے انکار کیا کہ وہ اسے خلافِ شرع سمجھتا تھا۔ تاہم لندن کے یہودی برادری نے اس کے بیٹے "یعقوب انیدن (م 1776ء)" (Jacob Emedon) کی رضامندی سے اور اس کے ہدایات کی روشنی میں تزوی (Tizvi) کی مورت تیار کیا۔ جس پر اس کے بیٹے نے کہا کہ مورت بالکل بابا جیسی ہیں۔[33]

بعض کا خیال ہے کہ یہودیت تصویر سازی یا دورُخی (Double Faces) تصویری فن یا تصاویر کی کندہ کاری پر کوئی اعتراض نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ مذہبی کتابوں میں اس قسم کی تصاویر دیکھی جاسکتی ہے۔ پھر بھی تصوف کا سلسلہ "حاسد میہ" اپنے گھروں میں ٹی وی رکھنے کا جائز نہیں سمجھتے۔ تاہم وہ اسے تورات کے حکم ممانعت کی اساس پر نہیں بلکہ میڈیا پر غیر اخلاقی ترویجات کو مدّ نظر رکھ کر ایسا کرتے ہیں۔ جبکہ اس سلسلہ کے تمام گروہ باقاعدہ طور پر "پوٹ ریٹ" اور ایسے کارڈ کے نمائش کو جائز سمجھتے ہیں جو عموماً خریدے یا فروخت کیے جاتے ہیں۔ پھر بھی سلسلہ حاسد میہ اور ارتھوڈکس یہودیت یوم سبت یا کسی بھی یہودی مقدس تہوار کے موقع پر تصاویر لینے یا اس کی فلمسازی کو جائز نہیں سمجھتے۔

تیسری صدی عیسویں میں شام کے یہودی معابد کی دیواروں پر پیغمبروں کی خیالی تصاویر، خیالی مذہبی مناظر یہاں تک کہ اللہ کے بارے میں بھی کچھ ایسے مناظر دیکھنے میں آتے تھے۔ جبکہ انہی دیواروں پر کچھ کندہ کاریاں تابوت سکینہ یا تابوت عہد کے بارے میں بھی کی گئی تھی۔ اسرائیل میں قدیم معابد کی کھدائی سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے دیواروں پر ایسے ہی مناظر کی پچکاری کی گئی تھی۔ اسی طرح کی تصویر سازیاں مغربی کنارے غزہ کی پٹی کی کھدائی میں سامنے آئے ہیں جن کا تعلق چھٹی اور ساتویں صدی عیسویں سے ہیں۔[34]

یہ سب کچھ موضوع کے حوالے سے یہودیت میں موجب اختلاف بن رہے ہیں۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہودی معابد میں اس قسم کی تصویر اور مجسمہ سازی اس وقت کی مسیحی روم کی کلیساؤں کا اثر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 570ء میں یہودی معابد کی دیواریں اس قسم کی کندہ کاریوں اور نقشہ و نگار سے مزین تھے۔ جسے تجسیمی دیوار (Iconic Wall) کہا جاسکتا ہے۔ بعد میں ایسا نہیں رہا۔ یہ خیال بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ یہودی معابد سے اس قسم کے نقش و نگار ہٹانے کا حکم یزید دوم نے 721ء میں دیا تھا۔[35]

قرون وسطیٰ سے تعلق رکھنے والے کچھ یہودی مخطوطات ایسے بھی برآمد ہوئے ہیں۔ جو انسانوں، پرندوں کے سر، اور ایسے مجسم تمثیلات پر مشتمل ہے جن میں کسی پرندے کا سر کسی یہودی کتاب کی نمائندگی کرتی ہے۔ مثلاً یہودی قانون اور فلسفہ کی کتاب "ہگادہ"(Haggada) کا چھوٹا مجسمہ جواب یروشلم میں پڑا ہے۔ یہ سب کچھ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کسی طرح قرون وسطیٰ میں تورات کی ممانعتوں کی شدّت کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جدید اسرائیل میں یہودی اور غیر یہودی مقامات کو پورا قانونی تحفظ حاصل ہے۔ پھر بھی یہودی قانون اس بات کی تصریح کرتا ہے کہ بت پرستی تمام انسانوں کے لئے ممنوع ہے۔ یہی قانون نوحؑ(Nohide Law) کے سات اجزا کا حصّہ ہے کہ تمام انسان توحید کی پیروی کریں گے۔ اور کسی بھی قسم کی بت پرستی سے پرہیز کریں گے۔ پھر بھی آج کی جدید یہودی مختلف مباحث اور مناظروں کے ذریعے اس ممانعت کا مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں۔ اور اس بات کے لئے تیار نہیں ہے کہ کسی مجسمے کو توڑ ڈالے۔ تاہم پھر بھی روایتی یہودی تورات کی ممانعت کی سخت گیری کے ساتھ پیروی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کسی ایسی اجتماع میں نہ شرکت کرتے ہیں اور نہ کسی ایسی عمارت میں داخل ہوتے ہیں جہاں پر اس قسم کے مذہبی مجسمے نصب ہوں!

موضوع سے متعلق ایک جدید تاریخ دان "کلمان بلند"(Kalman Baland) نے یہاں تک تجویز دی ہے کہ مظہر بندی یا مظہریات(Phenomenon) ایک جدید تعمیری پہلو ہے۔ اور اس کی بنیاد پر یہودی مجسمہ سازیت(Aniconism) اس مذہب کو مزید شفاف کر سکتی ہے اور یہ کہ اس قسم کی مظہر بندی جدید یہودی شناخت کا سبب بن سکتی ہے۔[36] یہ دلیل بھی دی جاتی ہے کہ مجسمہ سازی کی مطلقاً ممانعت بائبلی اور رومی یونانی تھیالوجی میں ابھی تک کوئی ایسی غیر مستحکم بات ہے جو قابل بحث ہے۔[37]

بیسویں صدی عیسویں تک یہودیت کے بارے میں یہ تاثر عام تھا کہ یہ ایک خلاف مجسمہ مذہب ہو کے آرہا ہے۔ اس تصور کو سب سے پہلی بار "داؤد کوف من"(David Kaufmann) نے فروغ دیا۔ جس نے پہلی بار یہودی فن مصوّری(Jewish Art) کو اپنے ایک مضمون میں اجاگر کیا۔ جو 1878ء میں شائع ہو چکا تھا۔ اور جس نے اس کو یہودیت میں مصوّری کے علمبردار کی حیثیت دی۔ اس کے شاگرد سموئیل کراؤوس(Samuel Krauss) نے 1991ء میں لکھا:

"As late as ten years ago it would have been observed to speak about a Jewish art. It is Kaufmann's own merit to have uncovered this art. Not only did he have to prove that such an art existed, he also had to prove that it could exist, as he showed that the idea that the prohibition of images would obstruct the development of such an art was mistaken, and even established it as an irrefutable fact that the art in wide areas was not prohibited insofar as no worship was associated with it"[38]

جاندار اور غیر جاندار اشیاء کے نقش و نگاری کے حوالے سے قرون وسطیٰ کی یہودیت یونانی، رومی اثرات(Greco Roman Influence) سے متاثر رہی ہے۔ اس کا اندازہ اُردن کے سرحدات پر واقع کے علاقے "ڈیورہ یورو پوس"(Dura,Euro,Pos) میں کھدائی کے دوران ایک سینگاگ کی دیواروں سے پتہ چلتا ہے مثلاً ایک دیوار پر "کتاب حزقی ایل" میں ذکر خدائی ہاتھ کا ہے جو سات بار باہر نکلتا ہے اور اشارۃً لوگوں کو مجسمہ سازی کے ممانعت کو مسترد کرتا ہے۔ اس خدائی ہاتھ کو اسرائیل کے ایک سینگاگ "بیت الفہ"(Beit Alpha) کو منقش کر کے دکھایا گیا ہے۔ کھدائی کے دوران یہ ہاتھ اور بھی نقش و نگار میں دکھائی دیتا ہے۔ ڈیورہ(Dura) میں ایک اور دیوار پر اسی ہاتھ کو بادلوں سے نکلتے اور زمین پر آنے کی صورت میں اجاگر کیا گیا ہے۔ یہ واقعہ کتاب خروج میں درج قربانی اسحٰق کے وقت پیش آیا تھا۔ یہی صورت حال مشرق بعید میں مصوّری کی بھی ہے۔ جہاں اس قسم کے متحرک اشیاء کو نقش کے عمل سے گزارا گیا ہے۔[39]

ایک اور نقش میں خدائی ہاتھ کو بحر قلزم کے اوپر اٹھتا دکھایا گیا ہے جو مصریوں کو ڈبو دیتا ہے۔ ایک اور نقش میں ایک خدائی ہاتھ اس جھاڑی کی طرف اشارہ کرتی ہے جس پر آگ لگی ہوئی ہے۔ اور موسیٰ کو وہ دکھایا جارہا ہے۔

تابوت سکینہ کا مجسمہ اس نقشہ و نگاری کا ایک حصّہ ہے۔ جو کتاب سموئیل کے مطابق ارض فلسطین میں داخل ہوتا ہے۔ بنی اسرائیل کے دشمن اس پر قبضہ

کرتے ہیں۔ نقش میں اس یونانی بت کو دکھایا گیا ہے۔ جس کے قریب تابوت سکینہ کو رکھا جاتا ہے۔ چند لمحوں بعد تابوت سکینہ میں بت کو توڑ کر نیچے گرادیتا ہے۔ اور پھر فلستی اس کو واپس کرتے ہیں۔ یہ پورا واقعہ کتاب سموئیل میں درج ہے۔ یہاں دیوار پر اس کو تصویری شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ یہاں پر ایک اور منقش پلیٹ پر موسیٰؑ کو تورات کا نسخہ تھامے دکھایا گیا ہے۔[40]

مذکورہ عبارات سے اندازہ ہوتا ہے کہ بائبلی ہدایات اور آثار قدیمہ کے شہادتوں کے درمیان ایک اختلاف پایا جاتا ہے۔ جہاں قدیم زمانے کے یہودی ربّی بڑی سختی کے ساتھ جانداروں کی شبیہ کو پیش کرنے کی ممانعت کرتے تھے۔ وہاں یونانی رومی اثرات کے تحت ڈیورہ کے آثار انہیں اشیاء کو منقّش انداز میں دکھاتی ہیں جو بروئے روایت ممنوع ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان ثرات کے تحت موضوع سے متعلق روایات سے صرف نظر کیا گیا ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ :

"Jewish communities existing in immediate contact with Graeco-Roman culture would have acquired from their surroundings a tolerant view of the question at issue, as the paintings of the Dura synagogue themselves may be thought to indicate.As well summarized by Levine, modern scholars' theories assume four main possible functions for the paintings: 1) to stimulate historical memory, 2) to highlight ritual symbols, 3) to complement instruction, 4) to instill messianic hope"[41]

نقش ونگاری اور جانداروں کی تصویر سازی اور شبیہ سازی کے حوالے سے جدید تجزیہ کاروں نے ان کی چار ممکنہ اثرات کو پیش کیا ہے۔ ایک تاریخی یاداشت کو زندہ اور متحرک رکھنا کہ بے جان عبارات کے مقابلے میں ان ہی عبارات کے زندہ اور متحرک شکلیں، صورتیں قدیم کی بنسبت جدید اذہان پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ انہیں دیدہ زیب لگتا ہے۔ اس لئے آج یہی فرق کسی عبارت کو پڑھنے اور اس سے متعلق شبیہ کو دیکھنے میں نمایاں نظر آتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہودیت میں مستقبل میں کوئی ایسا بیانیہ اور عبارت سامنے آجائے کہ نقشہ ونگار، شبیہ بندی اور تماثیل کے ذریعے اس کی تبلیغ کیسے کی جاسکتی ہے!

شاید ایک عام قاری یہودی تاریخ کے ان عبارات کو پڑھنے سے قاصر ہو جو مقدس کتابوں کی روسے یہودیوں کی سخت زندگی کی تصریح کرتی ہیں۔ لیکن اس سے متعلق ایک فلم اور زندہ مناظر (Alive scene) کا مشاہدہ اس کے لئے مشکل نہ ہو۔ اس ضمن میں پوپ پایوس دوازدہم (Pope Pius XII) نے 1943ء میں کہا کہ :

"Archeology has been considered to provide valuable assistance and as an indispensable tool of the Biblical sciences[42]"

یعنی یہ کہ آثار قدیمہ کو بائبلی علوم کے جاننے میں ایک ناگزیر معاون اور ذریعہ تحقیق خیال کیا جاتا ہے۔

دوسری یہ کہ عباداتی شعائر اور علامتوں (Symbols) کو کیسے اجاگر (Highlight) کیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک عبادت گزار کو متحرک طور پر یوں دکھایا جائے کہ وہ متعلقہ عبادت کو کیسے بجالا رہا ہے۔ بجائے اس کے تقریرات اور تحریرات کے ذریعے اس کی نشاندہی ہو۔ تیسری یہ کہ بائبلی ہدایات کو کیسے مکمل شکل میں پیش کیا جائے۔ اس فکر کی بنیاد غالباً یہی ہے یا یقیناً یہی ہے کہ زبانی ہدایت سے زیادہ مؤثر اس کو تحریری انداز میں پیش کرنا ہے۔ تحریری انداز سے زیادہ مؤثر اس کا تجسیمی انداز ہے۔ جبکہ تجسیم سے زیادہ کسی عبادت کو ایک متحرک جسم کی صورت میں سامنے لایا جائے۔

چوتھی یہ کہ عہد نامہ قدیم میں مذکور ایک نجات دہندہ مسیح یا بادشاہ امن سے متعلق امید کو کیسے زندہ اور متحرک اور منقّش رکھا جائے۔ یہاں یہ واضح رہے کہ امید مسیحانہ (Messianic Hopes) یہودی دینیاتی کا ایک اہم موضوع ہے۔ یہ تصور اس وقت ابھر اجب 586ء قبل مسیح میں یروشلم کی پہلی تباہی کے بعد یہود غیروں کے محکوم بنے۔ اور اس وقت بعد کے بائبلی انبیاء نے انہیں یقین دلایا کہ داؤدی خاندان میں سے ایک شہزادہ امن بہت جلد مبعوث ہوگا۔ جو یہودی دنیا کو

غیروں کے ظلم سے نجات دلائیگا۔اور بنی اسرائیل یعقوبؑ کے گھر میں جمع ہو کر ایک عالمگیری یہودی ریاست قائم کریں گے۔[43]

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

## حوالہ جات(References)


[1] القرآن:12؛37

[2] القرآن:12؛24تا29

[3] القرآن:07؛13

[4] القرآن:02؛50

[5] القرآن:07؛138

[6] القرآن:02؛93

[7] القرآن:02؛93/20؛88/20؛97

[8] کتاب مقدس(لاہور؛پاکستان بائبل سوسائٹی،2001)خروج:32؛9،8،7

[9] القرآن:71؛11

[10] کتاب خروج:34؛10تا11

[11] مذکور:33؛18تا21

[12] القرآن:04؛153

[13] خروج:20؛،5،4

[14] کتاب احبار:26؛01

[15] کتاب استثنا:4؛15تا18/استثنا؛5؛8تا9

[16] مذکور؛9؛12

[17] مذکور؛24؛15

[18] 2-سلاطین؛21؛07/تواریخ؛33؛07/2-تواریخ:28؛2/33؛24،23،22/34؛4،3

[19] 2-تواریخ:33؛15

[20] زبور:106؛20،19-78؛59،58

[21] یسعیاہ:40؛20،19،18-44؛16،17،15،10،9-45؛20-

[22] مذکور:44؛09،10/یرمیاہ:10؛15/51؛17

[23] کتاب حبقوق:02؛19،18

[24] احبار:26؛30/استثناء:07؛5-12؛03-29؛18،17،16/2-تواریخ:23؛17،16/2-سلاطین:18،17:11/2-سلاطین:23؛24/2-تواریخ:14؛05

[25] زبور:97؛07/یسعیاہ:2؛20،19-21؛09-30؛22-31؛7،6-41؛29-42؛17،09-44؛11،13-48؛05/یرمیاہ:08؛19-50؛38،02-51؛،47/52/حزقی ایل:01؛05،26-06؛04-07؛20،17،16-08؛02،03-30؛13/حزقی ایل:23؛14/دانی ایل:11؛08/ہوسیع:11؛02-13؛02/میکاہ:01؛07-5؛13/ناحوم:01؛14/احبار:26؛01/گنتی:33؛52/حبقوق:02؛18/احبار:36؛30/2-سلاطین:24؛23-12؛12-23؛05/2-تواریخ:34؛03/استثنا:04؛16-05؛09/1-تواریخ:22؛02

[26] "Shulchan-Aruch - Chapter 11". Torah.org. Archived from the original on 2000-04-21. Retrieved 2012-09-19.

[27] Aruch:1;168

[28] احمد شلبی، مقارنۃ الادیان(القاہرۃ؛مکتبۃ النھضۃ المصریۃ،طث،1988م)265

[29] www.sefaria.org.accessed July.2.2024ce.1:15

[30] Maimonides,Sefer Hamitzvot(Feidheim,publisher,ND)Mitzaw:27

[31] Mitzvah;39(Exodus.:20;20)

[32] Exodus:20;04

[33] (/jewishmuseum.org.uk (http://www.jewishmuseum.org.uk

[34] . Beckwith, John (1988). Early Medieval Art. Brill Archive. pp. 14–16. ISBN 90-04-08115-1

..

[35] Barber, 1018-1021

[36] .Bland 2001:8)" (PDF). Archived from the original (PDF) on 2015-05-30. Retrieved 2012-09-19)"

[37] Joseph Gutmann: "The 'Second Commandment' and the image in Judaism." In Hebrew Union College Annual 32 (1961) 161-174. [= Id.: Sacred images: Studies in Jewish art from Antiquity to the Middle Ages. [Collected studies series, CS 303]. Northampton 1989. II. 161-174]..

[38] Dávid Kaufmann and his collections Library of the Hungarian Academy of Sciences. Original source: ".Dr. Samuel Krauss: David Kaufmann. Eine Biographie, p. 45. Berlin 1901 (1902). "

[39] Hachill,1998,145

[40] The synagogue of Dura Europos,Fine,2005

[41] Levine 2000, 566/Kraeling 1956, 345

[42] https://en.wikipedia.org/wiki/Biblical_archaeology

[43] زبور:72؛07